درس گاہِ نبوت کے فیض یافتہ طلبہ
ایک تعارف

مولوی اسد اللہ بن شیر زمین
متخصصِ علومِ حدیث، جامعہ بنوری ٹاؤن

پیش منظر:

نبوت کا تیرہواں سال ہے، مشرکین مکہ نے مسلمانوں کا ناطقہ بند کررکھا ہے، اسلام کی کشتی بھنور میں پھنس چکی ہے، نکلنے کے لئے سمت کی تلاش جاری ہے، ایسے میں اسلام کو بلند و بالا کرنے کا فیصلہ کرنے والے رب کی طرف سے سمت متعین ہوجاتی ہے، اسلام کا قافلہ بسوئے مدینہ روانہ ہوا، اور مسلمانوں کو حکم ہوا کہ وہ اسلام کی خاطر اپنا گھربار، مال اور اولاد سب کچھ چھوڑ کر اس قافلے کے ہم رکاب ہوں جو بڑی دشوار گذار گھاٹیوں سے گزرنے والا تھا، یہ ایک بہت بڑی قربانی تھی، مگر دوسری طرف صحابہؓ کا ایمان تھا جس کے مقابلے میں یہ قربانی ہیچ تھی۔ ہجرت کے اس طویل اور کربناک سفر کے بعد اسلام کا قافلہ مدینہ پہنچا، اور یثرب کہلانے والا یہ شہر دنیا کے نقشے پر مدینہ کے نام سے ایک مضبوط اسلامی ریاست کی حیثیت سے ابھرا، یہاں پہنچ کر چند مشکل مسائل سے واسطہ پڑا۔ پہلا مسئلہ: مہاجرین کی آبادکاری کا تھا جسے حضور ﷺ نے عقد مؤاخات کے ذریعے خوش اسلوبی سے نمٹادیا۔ دوسرا مسئلہ: مسلمانوں کے لئے ایک اجتماعی مرکز کے قیام کا تھا، جس کے لئے مسجد نبوی کی بنیاد رکھی گئی۔ تیسرا مسئلہ: یہ پیش آیا کہ مہاجرین بہت کثیر تعداد میں آنے لگے، اور انصار کی قلت کی وجہ سے بعض مہاجرین بھائی چارگی کے اس عقد میں شامل نہ ہوسکے۔

اسی طرح حضور ﷺ کی بعثت کا مقصد اسلام کے داعیوں کو تیار کرنا اور مسلمانوں کو تعلیم دینا بھی تھا، جس کے لئے مکہ مکرمہ کی وادی میں ''دارِ ارقم'' کے نام سے ایک خفیہ مرکز قائم تھا، اسی طرز کی ایک دینی درسگاہ کے قیام کی مدینہ میں بھی ضرورت تھی، جس کے لئے مسجد نبوی کے شمالی جانب آخری حصے میں ایک سائبان تیار کیا گیا ہے۔ (۱) اور یوں مدینہ منورہ میں اسلام کی اولین درسگاہ کی

داغ بیل ڈالی گئی، جو گویا اس وقت کے طلبۂ علم اور نو وارد مہاجرین کے لئے ایک رہائشگاہ تھی اور یہیں حضور ﷺ نے ایک ایسا مدرسہ قائم کردیا، جس میں رہنے والے طلبۂ علم کی تربیت خود حضور ﷺ نے شروع کی۔ اس درسگاہ کی تعمیر وسائل کی قلت کی وجہ سے ایسی کی گئی جو صرف اوپر سے سایہ دار تھی، اطراف سے چھپی ہوئی نہیں تھی۔ (۲)۔

صُفہ کے مکین:

اس چھپر کے قیام میں حضور ﷺ کا یہ مقصد پنہاں تھا کہ اس کے مکین یہاں سے تربیت پاکر پوری دنیا میں اس نور ہدایت کو عام کرنے والے داعی بن جائیں، چنانچہ اس کے مکین وہ لوگ تھے جو مکہ یا دیگر شہروں سے اسلام سیکھنے مدینہ آئے۔ حضرت طلحہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ: جو شخص اسلام قبول کرکے مدینہ آتا، تو اگر وہاں اس کا کوئی جان پہچان والا ہوتا، اس کے ہاں ٹھہر جاتا، ورنہ اصحاب صُفہؓ کے ساتھ رہائش اختیار کرلیتا۔ (۳) صُفہ میں بعض ایسے انصار بھی تھے جن کا مدینہ میں اپنا گھر موجود تھا، مگر انہیں فقر وزہد والی زندگی پسند تھی، جیسے حضرت کعب بن مالک انصاریؓ، حضرت حنظلہ بن ابی عامر انصاریؓ، حضرت حارثہ بن نعمانؓ اور بعض دیگر انصار کی اقامت بھی صُفہ میں تھی۔ (۴) مگر مہاجرینؓ کی کثرت کی وجہ سے اسے صفۃ المہاجرینؓ کہا جاتا تھا۔ (۵)

اہل صُفہ کا لباس:

فقر وغربت اہل صُفہ پر غالب تھی، جس کی وجہ سے ان کو پورے کپڑے بھی میسر نہ تھے جن سے وہ سردی سے بچ سکتے یا پورے جسم کو چھپا سکتے، بلکہ کوئی چادر گلے میں باندھ لیتے تھے یا کوئی ازار وغیرہ باندھ لیتے تھے، بعض ایسے تھے جن کا کپڑا پنڈلی کے نصف تک پہنچ جاتا تھا اور بعض کا کپڑا تو گھٹنے تک بھی نہیں پہنچتا تھا۔ (۶)۔ چنانچہ بعض روایات میں ہے کہ ستر پوری طرح نہ چھپنے کی وجہ سے اہل صُفہ ان کپڑوں میں نکلنے سے شرماتے تھے اور رکوع میں جاتے وقت کپڑوں کو اچھی طرح سے سمیٹ لیتے تھے کہ کہیں ستر کھل نہ جائے۔ (۷)۔ اور چونکہ صُفہ چاروں جانب سے بند نہیں تھا، اس لئے حضرت واثلہ بن الاسقعؓ فرماتے ہیں کہ دھول اٹھنے کی وجہ سے ہمارے کپڑوں پر غبار اور میل کی ایک تہہ چڑھی ہوتی تھی۔ (۸)۔

اہل صُفہ کا کھانا:

اہل صُفہ کی خوراک کے لئے حضور ﷺ نے کئی انتظامات کر رکھے تھے، لیکن صحابہ کرامؓ میں غلبۂ فقر کی وجہ سے اہل صُفہ کی عمومی خوراک کھجور ہی ہوا کرتے تھے، بعض اوقات دو افراد کے لئے یومیہ ایک مد کھجور ملتے تھے۔ (۹)۔ بہت زیادہ کھجور کھانے کی وجہ سے ایک صحابیؓ نے شکایت بھی کی، لیکن حضور ﷺ فقر وغربت کی وجہ سے ان کی خوراک میں بہتری نہ لاسکے اور فرمایا: خدا کی قسم! اگر میری استطاعت ہوتی تو میں تمہیں روٹی اور گوشت کھلاتا، پھر حضور ﷺ نے سفر ہجرت میں اپنی اور

حضرت ابوبکرؓ کی مشکلات کا ذکر کرکے ان کو صبر کی ترغیب دی ۔(۱۰)اسی طرح ایک انتظام حضور ﷺ نے یہ کررکھا تھا کہ اگر آپ ﷺ کے پاس کوئی صدقہ آجاتا تو کچھ تناول کئے بغیر اسے اصحاب صُفہؓ کی طرف بھیج دیتے اور اگر ہدیہ ہوتا تو خود بھی اس سے تناول فرمالیتے اور اصحاب صُفہؓ کو بھی اس میں شریک کرلیتے ۔(۱۱)

اسی طرح حضور ﷺ کی خدمت میں اگر قیدی پیش کئے جاتے تو حضور ﷺ ان کو فروخت کرکے اس کی قیمت اصحاب صُفہؓ پرخرچ کرتے ، چنانچہ مسند احمد کی روایت میں ہے کہ حضور ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے ، حضورؐ کی چہیتی بیٹی حضرت فاطمہؓ نے آکر عرض کیا کہ: آٹا پیستے پیستے میرے ہاتھ میں چھالے پڑ گئے ، اس لئے آپ ہمیں ایک خادم عنایت فرمائیں ،تو حضور ﷺ نے حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ سے فرمایا:''واللہ لأعطیکما وأدع أهل الصفة تطوی بطونهم لاأجد ما أنفق علیهم ولکنی أبیعهم وأنفق علیهم '' کہ خدا کی قسم! میں ایسا نہیں کرسکتا کہ تمہیں خادم دے کر اہل صفہ کو خالی پیٹ چھوڑ دوں، میرے پاس ان پرخرچ کرنے کے لئے کچھ نہیں، اس لئے میں ان قیدیوں کو بیچ کر ان پرخرچ کروں گا۔(۱۲) ۔بعض دفعہ حضور ﷺ ان کو خود اپنے گھر بلا کر کھلاتے اور جب کبھی کھانا اچھا نہ ہوتا تو معذرت بھی کرتے ۔حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ: ''ایک مرتبہ ہم سب اصحاب صُفہؓ کو حضور ﷺ نے کھانے کے لئے بلایا اور جو سے بنایا ہوا کچھ کھانا لے آئے اور پھر فرمایا: اس ذات کی قسم جس کی قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ جو چیز تمہیں نظر آرہی ہے آل محمد ﷺ میں اس کے علاوہ کوئی کھانا نہیں'' (۱۳)اسی طرح حضور ﷺ شام کے وقت ان اصحاب صُفہؓ کو کھانے کے لئے صاحب استطاعت مسلمانوں پرتقسیم بھی کرتے ، کوئی ایک آدمی کو لے جاتا، کوئی دو، کوئی تین ، جب کہ حضرت سعد بن عبادہؓ ہر رات ''۸۰'' اصحاب صُفہؓ کو گھر لے جاکر رات کا کھانا کھلاتے ۔(۱۴)اسی طرح اپنی مدد آپ کے تحت بعض اصحاب صُفہؓ کا معمول تھا کہ وہ دن کو لکڑیاں کاٹ کر انہیں بیچتے اور اس سے اہل صُفہ کے لئے خوراک کا بندوبست کرتے ۔(۱۵)ان انتظامات کی وجہ سے کبھی ان کو قدرے بہتر کھانا مل جاتا تھا، لیکن اس زمانے میں غلبۂ فقر کی وجہ سے اصحاب صُفہؓ کو اکثر بھوکا ہی رہنا پڑتا تھا اور بعض دفعہ نوبت یہاں تک پہنچ جاتی کہ بھوک کی وجہ سے وہ نماز میں گرجاتے ، عام لوگ ان کو پاگل سمجھتے ،حضور ﷺ جب نماز سے فارغ ہوکر ان کی حالت دیکھ لیتے تو ان کو صبر کی تلقین فرماتے اور کہتے کہ: اس کے بدلے اللہ کے ہاں تمہارا جو قدر وانعام ہے، اگر تمہیں اس کا علم ہو جائے تو تم چاہو کہ تمہارا فقر و فاقہ اور بھی بڑھ جائے ۔(۱۶)

اصحاب صُفہؓ میں بھوک کی مشقت اگر کسی نے بہت زیادہ جھیلی ہے تو وہ حضرت ابو ہریرہؓ ہی ہیں، فرماتے ہیں کہ: ''مجھ پر ایسا وقت بھی آیا کہ میں منبر رسول ﷺ اور حضرت عائشہؓ کے حجرے کے درمیان بے ہوش پڑا رہتا تھا، آنے والا مجھے پاگل سمجھ کر عرب کی عادت کے موافق میری گردن پر پاؤں رکھتا، حالانکہ یہ سب جنون کی وجہ سے نہیں، بلکہ بھوک کی وجہ سے ہوتا تھا'' (۱۷)

بعد میں جب صحابہ کرامؓ کی مالی حالت قدرے بہتر ہوئی تو صحابہ کرامؓ نے یہ ترتیب شروع کی کہ کھجور کے باغ والا ہر آدمی اپنی استطاعت کے موافق کھجور کے خوشے لاکر مسجد نبوی میں لٹکا دیتا، جس سے فقراء مہاجرین حسب ضرورت کھاتے تھے۔ (۱۸) اور ان کھجوروں کی تقسیم اور حفاظت کی ذمہ داری حضرت معاذ بن جبلؓ کو سونپی گئی تھی۔ (۱۹)

اصحاب صُفہؓ کے ساتھ حضور ﷺ کا رویہ:

اسلام کے ان مہمانوں کا حضور ﷺ بہت خیال رکھا کرتے تھے اور ان کی بہت رعایت کیا کرتے تھے، ان کے حالات معلوم کرتے تھے، ان میں جو مریض ہو جاتے تھے، ان کی عیادت فرماتے تھے۔ (۲۰) ان کے نفقے کا بندوبست کیا کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے اپنی لاڈلی بیٹی حضرت فاطمہؓ کو خادم سے محروم رکھا اور انہیں فروخت کر کے اہل صُفہؓ کے خرچ کا بندوبست فرمایا۔ (۲۱) اور جب حضرت فاطمہؓ نے حضرت حسنؓ کا عقیقہ کرنا چاہا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ عقیقہ نہ کرو، بلکہ بچے کے سر کے بال مونڈ وادو اور اس کے وزن کے بقدر چاندی اصحاب صُفہؓ پر خرچ کرو۔ (۲۲)

اسی طرح حضور ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ جیسے جلیل القدر صحابیؓ کو اصحاب صُفہؓ سے معافی مانگنے کا حکم دیا۔ صحیح مسلم کی روایت ہے کہ حضرت سلمانؓ، حضرت بلالؓ اور صہیب رومیؓ پر اسلام سے پہلے ابوسفیانؓ کا گزر ہوا، انہوں نے ابوسفیانؓ کے بارے میں کوئی جملہ کہا، حضرت ابوبکرؓ نے وہ جملہ سن کر ان کو ذرا سا ٹوکا، بس اتنا ہی کہا کہ تم ایسی بات ایک قریشی شیخ اور قریشی سردار کے بارے میں کہہ رہے ہو؟ پھر حضرت ابوبکرؓ حضور ﷺ کے پاس آئے اور قصہ عرض کیا، حضور ﷺ نے فرمایا: ابوبکر! شاید تم نے ان کو ناراض کر دیا ہوگا، اگر تم نے ان کو ناراض کر دیا تو تم نے اپنے رب کو ناراض کر دیا، یہ سنتے ہی حضرت ابوبکرؓ نے آکر ان سے معافی مانگ لی۔ (۲۳)

اسی طرح حضور ﷺ اپنے ان اصحابؓ کے ساتھ دیر تک بیٹھے رہا کرتے تھے اور فرماتے: ''الحمد لله الذی جعل فی أمتی من أمرت أن أصبر معهم'' کہ تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے میری امت میں ایسے لوگوں کو پیدا فرمایا، جن کے ساتھ بیٹھنے کا مجھے حکم دیا گیا ہے۔ (۲۴) حضرت خباب بن الارتؓ فرماتے ہیں کہ پہلے حضور ﷺ کا معمول یہ تھا کہ ہمارے ساتھ بیٹھے رہتے اور جب جانے کا ارادہ فرماتے تو ہمیں چھوڑ کر چلے جاتے، لیکن بعد میں حضور ﷺ نے اس آیت: ''وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِیِّ ''(۲۵) کے بموجب اپنا یہ معمول بدل دیا، پھر حضور ﷺ ہمارے ساتھ بیٹھے رہتے اور جب ان کے جانے کا وقت آتا تو ہم خود ہی اٹھ کر چلے جاتے اور اس کے بعد حضور ﷺ تشریف لے جاتے، ورنہ ہمارے اٹھنے تک صبر فرماتے۔ (۲۶)

اہل صُفہؓ کے معمولات اور معلم:

اہل صُفہؓ کے شب وروز مسجد نبوی میں اس طرح گزرتے تھے کہ طلب علم ان کا مشغلہ تھا اور علوم نبوت کا حصول ان کا مقصد تھا، وہ مسجد نبوی میں اعتکاف میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ (۲۷) اُن کا کام قرآن کریم کی تعلیم، اس کا سمجھنا۔ (۲۸) اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا۔ (۲۹) نماز وتلاوت میں مشغول رہنا اور حضور ﷺ سے تربیت پانا تھا۔ ان میں سے بعض ایسے تھے جو لکھنا سیکھتے تھے، چنانچہ حضرت عبادہ بن صامتؓ فرماتے ہیں کہ میں اہل صُفہؓ میں سے چند صحابہؓ کو کتابت اور قرآن سکھایا کرتا تھا تو ان میں سے کسی ایک نے مجھے کمان ہدیہ میں دے دی، جسے پھر انہوں نے حضور ﷺ کے ارشاد پر واپس کردیا۔ (۳۰) ان میں بعض حضرات ایسے تھے جو دن کو مسجد میں پانی بھرتے اور لکڑیاں کاٹ کر بیچتے تھے اور اس سے اصحاب صُفہؓ کے خرچے کا بندوبست کیا کرتے تھے اور رات کو وہ تدریسی مصروفیات اور معمولات میں مشغول رہا کرتے تھے، یہی وہ حضرات تھے جنہیں قراء کہا جاتا تھا، ان میں سے اکثر کو بئر معونہ میں شہید کردیا گیا تھا۔ (۳۱)

صُفہ ایک ایسا مدرسہ تھا جس کے معلم اور مربی خود حضور ﷺ تھے، حضور ﷺ ان کے ساتھ بیٹھ کر انہیں قرآن سکھاتے تھے۔ حضرت ابوطلحہؓ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ وہ اصحاب صُفہؓ کو سورۂ نساء پڑھا رہے تھے اور انہوں نے اپنے پیٹ مبارک پر بھوک کی شدت کی وجہ سے پتھر باندھ رکھا تھا'' (۳۲) حضور ﷺ ان کو احادیث سکھایا کرتے تھے اور ان کو نصائح کیا کرتے تھے۔ (۳۳) دنیوی عوارض اور دنیا کی محبت سے ان کا دل مسجد اور قرآن کی طرف پھیرتے تھے۔ (۳۴) اگر ان میں کوئی خلاف شرع کام دیکھ لیتے تھے تو ان کو تنبیہ فرمادیا کرتے تھے۔ حضرت جرہد بن خویلدؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ہمارے پاس تشریف فرما تھے اور میری ران کھلی ہوئی تھی، حضور ﷺ نے مجھے فرمایا: کیا تمہیں علم نہیں کہ ران ستر میں داخل ہے؟ (۳۵) اسی طرح حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ ہم چند اصحاب صُفہؓ کھانے سے رہ گئے تھے، حضور ﷺ نے ہمیں لے جاکر کھانا کھلایا، پھر ہم مسجد میں سوگئے، میں الٹا لیٹا ہوا تھا، اتنے میں حضور ﷺ نے آکر میرا پاؤں ہلایا اور فرمایا: ''یا جندب! ما هذه الضجعة؟فانها ضجعة الشيطان '' کہ ابوذر! یہ کس طرح لیٹے ہو؟ اس طرح تو شیطان لیٹتا ہے۔ (۳۶) حضور ﷺ کی اس تربیت کا نتیجہ یہ نکلا کہ یہ حضرات اسلام کے داعی بن کر نکلے اور دنیا میں پھیل گئے، ان میں بعض علم اور حفظ احادیث میں شہرت کو پہنچے، جیسے حضرت ابوہریرہؓ جو کثرت حدیث اور حضرت حذیفہؓ جو احادیث فتن میں مشہور تھے، اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فقاہت میں مشہور ہوئے، لیکن ان لوگوں کا علم وعبادت ان کے اجتماعی کاموں میں شرکت اور فریضۂ جہاد سے عہدہ برآ ہونے میں مانع نہیں تھا، بلکہ وہ تعلیم کے ساتھ ساتھ جہاد میں بھی شریک ہوتے تھے، چنانچہ اصحاب صُفہؓ میں سے بعض غزوہ بدر میں شہید ہوئے، جیسے: حضرت صفوان بن بیضاءؓ اور

حضرت خبیب بن یسافؓ وغیرہ، کچھ غزوہ احد میں، جیسے: حضرت حنظلہؓ، کچھ غزوہ خیبر میں، جیسے: حضرت ثقیف بن عمروؓ، کچھ تبوک میں، جیسے: حضرت عبداللہ ذوالبجادینؓ اور کچھ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے تھے، جیسے: سالم مولی ابی حذیفہؓ اور زید بن الخطابؓ۔ گویا یہ حضرات رات کے عبادت گذار اور دن کو مردِ میدان ہوا کرتے تھے۔ (۳۷)

اہل صُفہ کی تعداد اور اسماء:

اہل صُفہؓ کی تعداد مختلف اوقات میں مختلف ہوا کرتی تھی، اس لئے کہ وہ سارے ایک ہی وقت میں مجتمع نہیں ہوتے تھے، بلکہ لوگ وقتاً فوقتاً آتے جاتے رہتے تھے، پھر ان میں سے کوئی مدینہ کے کسی مکان پر منتقل ہو جاتا، تو کوئی کہیں سفر پر جاتا اور کوئی جہاد میں شرکت کرنے چلا جاتا، اس لئے بعض دفعہ کم ہو کر ان کی تعداد دس تک پہنچ جاتی۔ (۳۸) اور بعض اوقات اتنی بڑھ جاتی کہ صرف حضرت سعد بن عبادہؓ ''۸۰'' اصحاب صُفہؓ کو کھانے کے لئے گھر لے جاتے۔ (۳۹) اور یہ تعداد ان کے علاوہ تھی جن کو دیگر صحابہؓ اور خود حضور ﷺ گھر لے جایا کرتے تھے، خصوصاً جب وفود مدینہ آتے تو ان کی تعداد اور بھی بڑھ جاتی تھی، البتہ جو لوگ مجموعی طور پر صُفہ میں رہے، ان کی تعداد چار سو اور اس سے بھی زیادہ بتائی گئی ہے۔ (۴۰) ان میں سے ہر ایک کا نام تو متعین نہیں کیا گیا ہے، البتہ بعض مصنفین نے تتبع اور تلاش سے کچھ نام ذکر کئے ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

امام ابوسعید احمد بن محمدؒ (۳۴۰ھ) جو ابن الاعرابی سے مشہور ہیں، انہوں نے اصحاب صُفہؓ کے نام ذکر کئے ہیں، اسی طرح ابوعبدالرحمٰن محمد بن حسین سلمیؒ (۴۱۲ھ) نے بھی ان پر کتاب لکھی ہے اور ان دو کتابوں کو اصل بنا کر حافظ ابونعیم اصبہانیؒ (۴۳۰ھ) نے ''حلیۃ الاولیاء'' میں پوری تفصیل سے اصحاب صُفہؓ کے نام بتلائے ہیں، اسی طرح امام حاکم ابوعبداللہؒ (۴۰۵ھ) نے بھی ''الاکلیل'' میں ان کے نام ذکر کئے ہیں اور متاخرین میں سے حافظ شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن سخاویؒ (۹۰۲ھ) نے حافظ ابونعیمؒ کی کتاب کو اصل بنا کر ''**رحجان الكفة في مناقب اهل الصُفة**'' کے نام سے مستقل کتاب لکھ دی ہے، ذیل میں جن اصحاب صُفہ کا ان کتابوں میں ذکر آیا ہے یا ان کے علاوہ حدیث کی دیگر کتابوں یا رجال کی کتابوں میں کسی صحابیؓ کے بارے میں تصریح آئی ہو، ان کا ذکر کیا جائے گا۔

سب سے پہلے ان حضرات کے اسماء گرامی ذکر کئے جاتے ہیں، جن کو حافظ ابونعیمؒ نے ابوسعید ابن الاعرابیؒ اور ابوعبدالرحمٰن سلمیؒ سے نقل کیا ہے اور ان پر رد نہیں کیا ہے، وہ حضرات یہ ہیں:

۱......حضرت اسماء بن حارثہ اسلمیؓ۔ ۲......حضرت اغر المزنیؓ۔ ۳......حضرت بلال بن رباحؓ۔ ۴......حضرت براء بن مالک انصاریؓ۔ ۵......حضرت ثوبان مولی رسول اللہ ﷺ۔ ۶...... حضرت ثقیف بن عمروؓ۔ ۷......حضرت ابوذر غفاری جندب بن جنادہؓ۔ ۸......حضرت جرہد بن خویلدؓ۔ ۹......حضرت جعیل بن سراقہؓ۔ ۱۰......حضرت جاریہ بن جمیلؓ۔ ۱۱......حضرت حذیفہ بن الیمانؓ۔

۱۲......حضرت ابو سریحہ حذیفہ بن اسید غفاریؓ۔۱۳......حضرت حارثہ بن نعمان انصاریؓ۔ ۱۴......حضرت حازم بن حرملۃ الاسلمیؓ۔۱۵......حضرت حنظلہ بن ابی عامر انصاریؓ غسیل الملائکہ۔۱۶......حضرت حکم بن عمیر ثمالیؓ۔۱۷......حضرت حرملۃ بن ایاسؓ۔۱۸......حضرت خباب بن ارتؓ۔۱۹......حضرت خنیس بن حذافۃ السہمیؓ۔ ۲۰......حضرت خریم بن فاتک الاسدیؓ۔ ۲۱...... حضرت خریم بن اوس الطائیؓ۔۲۲......حضرت ابوعبدالرحمٰن خبیب بن یسافؓ۔۲۳......حضرت عبداللہ ذوالبجادینؓ۔۲۴......حضرت ابولبابہ رفاعۃ الانصاریؓ۔۲۵......حضرت ابورزینؓ۔۲۶......حضرت زید بن الخطابؓ۔۲۷......حضرت سلمان فارسیؓ۔۲۸......حضرت سعد بن ابی وقاصؓ۔۲۹......حضرت سعید بن عامر بن جذیم الجمحیؓ۔۳۰......حضرت سفینہ ابوعبدالرحمٰن مولی رسول اللہ ﷺ۔۳۱......حضرت ابوسعید خدری سعد بن مالکؓ۔۳۲......حضرت سالم مولی ابی حذیفہؓ۔۳۳......حضرت سالم بن عبید اشجعیؓ۔۳۴......حضرت سالم بن عمیرؓ۔۳۵......حضرت سائب بن خلادؓ۔۳۶......حضرت شقران مولی رسول اللہ ﷺ۔۳۷......حضرت شداد بن اسیدؓ۔۳۸......حضرت صہیب بن سنانؓ۔۳۹......حضرت صفوان بن بیضاءؓ۔۴۰......حضرت طخفۃ بن قیسؓ۔۴۱......حضرت طلحہ بن عمرو البصریؓ۔۴۲......حضرت طفاوی دوسیؓ۔ ۴۳......حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ۔۴۴......حضرت ابوہریرۃ عبد الرحمٰنؓ۔ ۴۵......حضرت عبد اللہ بن عبد الاسد المخزومیؓ۔۴۶......حضرت عبد اللہ بن حوالہ ازدیؓ۔ ۴۷......حضرت عبد اللہ بن ام مکتومؓ۔ ۴۸......حضرت عبد اللہ بن عمرو بن حرام انصاریؓ۔ ۴۹......حضرت عبداللہ بن انیسؓ۔۵۰......حضرت عبداللہ بن زید الجہنیؓ۔۵۱......حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدیؓ۔۵۲......حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطابؓ۔۵۳......حضرت عبدالرحمٰن بن قرطؓ۔۵۴......حضرت عبدالرحمٰن بن جبر بن عمرو انصاریؓ۔۵۵......حضرت عتبۃ بن غزوانؓ۔۵۶...... حضرت عمار بن یاسرؓ۔۵۷......حضرت عثمان بن مظعونؓ۔ ۵۸......حضرت عقبہ بن عامر الجہنیؓ۔ ۵۹......حضرت عباد بن خالد غفاریؓ۔۶۰......عمرو بن عوف المزنیؓ۔۶۱......حضرت ابوعبیدہ بن الجراح عامر بن عبیداللہؓ۔۶۲......حضرت عمرو بن تغلبؓ۔۶۳......حضرت عویم بن ساعدۃ الانصاریؓ۔ ۶۴......حضرت ابوالدرداء عویمرؓ۔۶۵......حضرت عبید مولی رسول اللہ ﷺ۔۶۶......حضرت عکاشہ بن محصن الاسدیؓ۔۶۷......حضرت عرباض بن ساریہؓ۔ ۶۸......حضرت عبد اللہ بن حبشی الخثعمیؓ۔ ۶۹......حضرت عتبہ بن عبد السلمیؓ۔۷۰......حضرت عتبہ بن ندر السلمیؓ۔۷۱......حضرت عمرو بن عبسہ السلمیؓ۔۷۲......حضرت عبادۃ بن قرصؓ۔۷۳......حضرت عیاض بن حمار المجاشعیؓ۔۷۴......حضرت فضالۃ بن عبید الانصاریؓ۔۷۵......حضرت فرات بن حیان العجلیؓ۔۷۶......حضرت ابوفراس اسلمیؓ۔ ۷۷......حضرت ابومعاویہ قرۃ بن ایاس المزنیؓ۔۷۸......حضرت ابومرثد کناز بن حصین الغنویؓ۔ ۷۹......حضرت ابویسر کعب بن عمرو انصاریؓ۔۸۰......حضرت ابوکبشہ مولی رسول اللہ ﷺ۔۸۱...... حضرت مصعب بن عمیرؓ۔۸۲......حضرت مقداد بن اسودؓ۔۸۳......مسطح بن اثاثہؓ۔۸۴......حضرت

مسعود بن ربیع القاریؓ۔ ۸۵...... حضرت ابوحلیمہ معاذ بن الحارث القاریؓ۔ ۸۶...... حضرت واثلہ بن الاسقعؓ۔ ۸۷...... حضرت وابصۃ بن معبد الجہنیؓ۔ ۸۸...... حضرت بلال مولی المغیرۃ بن شعبہؓ۔ ۸۹...... حضرت یسار ابوفکیہہ، جو کہ حضرت صفوان بن امیہؓ کا آزاد کردہ غلام تھا۔

یہ صحابہ کرامؓ ایسے تھے جو ابونعیمؒ نے ابن الاعرابیؒ اور ابوعبدالرحمن سلمیؒ سے نقل کئے ہیں اور ان پر رد نہیں کیا ہے، ان کے بعد حافظ ابونعیمؒ نے اپنی طرف سے چند اضافی نام ذکر کئے ہیں، جو یہ ہیں:

۹۰...... حضرت بشیر بن الخصاصیۃؓ۔ ۹۱...... حضرت ابو مویہبہ مولی رسول اللہ ﷺ۔ ۹۲...... حضرت ابو عسیب مولی رسول اللہ ﷺ۔ ۹۳...... حضرت ابو ریحانہ شمعون الازدیؓ۔ ۹۴...... حضرت ابوثعلبہ الخشنیؓ۔ ۹۵...... حضرت ربیعہ بن کعب اسلمیؓ۔ ۹۶...... حضرت ابو برزہ اسلمیؓ۔ ۹۷...... حضرت معاویہ بن حکم سلمیؓ۔ (۴۱) انہی حضرات کو علامہ سخاویؒ نے بھی ذکر کیا ہے، ان کے علاوہ مذکورہ ناموں کی معتمد کتابوں میں تصریح آئی ہے۔ ۹۸...... حضرت ہند بن حارثہؓ۔ (۴۲) ۹۹...... حضرت غرفۃ الازدیؓ۔ (۴۳) ۱۰۰...... حضرت وہب بن حذیفہ غفاریؓ۔ (۴۴) ۱۰۱...... حضرت کعب بن مالک انصاریؓ (۴۵)۔ ۱۰۲...... حضرت عتبہ بن مسعود ہذلیؓ۔ (۴۶) ۱۰۳...... حضرت ابوموسیٰ اشعری عبداللہ بن قیسؓ۔ (۴۷) ۱۰۴...... حضرت حارث بن نبیہؓ (۴۸) ۱۰۵...... حضرت نواس بن سمعانؓ۔ (۴۹) ۱۰۶...... حضرت اصم العامریؓ جن کا نام حضور ﷺ نے عبد الرحمن رکھا تھا۔ (۵۰) مذکورہ حضرات کے علاوہ سیرت اور تاریخ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ بئر معونہ کے واقعے میں "۷۰" صحابہ کرامؓ شہید ہوئے تھے، جنہیں قراء کہا جاتا تھا، ان سب کا تعلق بھی اصحاب صفہؓ سے تھا۔ (۵۱) ان "۷۰" میں سب کے نام تو معلوم نہیں ہوسکے، البتہ علامہ ابن سید الناس (۷۳۴ھ) نے "عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر" میں ان میں بعض شہداء کا ذکر کیا ہے، جو یہ ہیں: ۱۰۷...... حضرت عامر بن فہیرہؓ۔ ۱۰۸...... حضرت حکم بن کیسانؓ۔ ۱۰۹...... حضرت منذر بن محمد بن عقبہؓ۔ ۱۱۰...... حضرت ابوعبیدہ بن عمرو بن محصنؓ۔ ۱۱۱...... حضرت حارث بن صمہؓ۔ ۱۱۲...... حضرت ابی بن معاذ ابن انسؓ۔ ۱۱۳...... حضرت انس بن معاذ بن انسؓ۔ ۱۱۴...... حضرت ابو الشیخ بن ابی بن ثابت بن منذرؓ۔ ۱۱۵...... حضرت حرام بن ملحانؓ۔ ۱۱۶...... حضرت سلیم بن ملحانؓ۔ ۱۱۷...... حضرت مالک بن ثابتؓ۔ ۱۱۸...... حضرت سفیان بن ثابتؓ۔ ۱۱۹...... حضرت عروہ بن اسماء بن الصلتؓ۔ ۱۲۰...... حضرت قطبہ بن عبد عمرو بن مسعودؓ۔ ۱۲۱...... حضرت منذر بن عمرو بن خنیسؓ۔ ۱۲۲...... حضرت معاذ بن ماعص بن قیسؓ۔ ۱۲۳...... حضرت عائذ بن ماعص بن قیسؓ۔ ۱۲۴...... حضرت مسعود بن سعد بن قیسؓ۔ ۱۲۵...... حضرت خالد بن ثابت بن نعمانؓ۔ ۱۲۶...... حضرت سفیان بن حاطب بن امیہؓ۔ ۱۲۷...... حضرت سعد بن عمرو بن ثقفؓ۔ ۱۲۸...... حضرت عبداللہ بن قیس بن صرمہؓ۔ ۱۲۹...... حضرت طفیل بن سعد بن عمرو بن ثقفؓ۔ ۱۳۰...... حضرت سہل بن عامر بن سعد بن عمرو بن ثقفؓ۔ ۱۳۱...... حضرت نافع بن بدیل الخزاعیؓ۔ ۱۳۲...... حضرت ضحاک بن عبد عمرو بن مسعودؓ۔

۱۳۳......حضرت عمرو بن معبد بن الازعرؓ۔ ۱۳۴......حضرت خالد بن کعب بن عمرو بن عوفؓ۔ ان تمام کے علاوہ دو صحابہؓ ایسے تھے جو بئر معونہ میں شریک تھے لیکن شہید نہیں ہوئے تھے، ۱۳۵......حضرت عمرو بن امیہ الضمریؓ۔ ۱۳۶......حضرت کعب بن زید بن قیسؓ۔ (۵۲)

تاریخ اصحاب صُفہؓ، طلبۂ علم کے لئے درس عبرت:

اصحاب صُفہؓ کی یہ تاریخ اپنے اندر امت کے ہر طبقہ کے لئے درس عبرت سمیٹے ہوئے ہے، خصوصاً علم دین کے ان طلبہ کے لئے جن کا رشتہ دین الٰہی کے تعلیم وتعلم میں اصحاب صُفہؓ سے جڑا ہوا ہے۔ یہ واقعات طالب علم کو سبق دیتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ کا وارث بننا ہے اور علوم نبوت کا حامل بننا ہے تو اصحاب صُفہؓ کی طرح کھجور اور ایک چادر پر بھی گزارہ کرنا پڑے تو کریں گے، حضرت ابو ہریرہؓ کی طرح بھوک سے نبرد آزما ہونا پڑے تو بھوک برداشت کریں گے، سردی اور پیاس برداشت کرنی ہوگی، اگر کسی موقع پر ضرورت پڑی تو حضرت خبیب بن عدیؓ کی طرح جان کی قربانی دینی ہوگی، اصحاب صُفہؓ کی اس صفت ”لَایَسْأَلُوْنَ النَّاسَ إِلْحَافاً“ (۵۳) کے بموجب لوگوں سے مستغنی ہونا پڑے گا۔ بئر معونہ میں قراء صُفہ کے شہداء کا واقعہ طلبۂ علم کو بتلا رہا ہے کہ غربت اور فقر ان کے حصول علم میں مانع نہیں ہونے چاہئیں، بلکہ خود کما کر علم حاصل کرنا چاہئے۔ (۵۴) عرینہ کے مقتولین کا واقعہ بتلا رہا ہے کہ یہ میدان بڑا نازک ہے، جس میں ذرا سی غفلت محرومی کا باعث بن سکتی ہے۔ اصحاب عرینہ اسلام لاکر اصحاب صُفہؓ میں داخل تو ہوئے (۵۵) لیکن ان کی نیت خالص نہیں تھی، اس لئے ان کو راندۂ درگاہ ہونا پڑا، دنیا اور آخرت میں ذلت ان کا مقدر ٹھہری۔ ان تمام قربانیوں سے گزر کر ہی ان فضائل کا مستحق بنا جاسکتا ہے جو اصحاب صُفہؓ کے لئے وارد ہوئے، بقول شاعر:

مٹادے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل وگلزار ہوتا ہے

مراجع ومصادر:

۱......مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ ۱۱/۳۸
۲......السیرۃ النبویۃ الصحیحۃ للدکتور اکرم ضیاء العمری ۲/۲۵۸
۳......المستدرک علی الصحیحین ۳/۵۵۱ رقم الحدیث: ۴۳۴۷
۴......السیرۃ النبویۃ الصحیحۃ ۱/۱۵۹
۵......سنن ابی داؤد، ۱/۲۰۰
۶......صحیح البخاری ۱/۶۳
۷......حلیۃ الاولیاء: ۱/۳۴۱
۸......شعب الایمان ۱۰/۲۸۳، رقم الحدیث: ۱۰۳۲۱
۹......المستدرک ۳/۵۱
۱۰......حوالہ گذشتہ
۱۱......صحیح البخاری ۲/۹۵۵
۱۲......مسند احمد ۱/۵۳۰، رقم الحدیث: ۸۳۸

۱۳......مصنف ابن ابی شیبہ ۴۵۳/۱۶ رقم الحدیث: ۳۲۳۶۹

۱۴......حوالہ بالا ۵۵۵/۱۳ رقم الحدیث: ۲۷۱۵۴

۱۵......صحیح مسلم: ۱۳۹/۲ ۱۶......سنن الترمذی ۶۲/۲

۱۷......صحیح البخاری: ۱۰۸۹/۲ ۱۸......سنن الترمذی: ۱۲۸/۲

۱۹......رحجان الکفة فی بیان نبذة من اخبار اهل الصفة للسخاوی ص: ۱۳۹

۲۰......حلیۃ الاولیاء ۳۷۵/۱ ۲۱......مسند احمد ۵۳۰/۱

۲۲......سنن الترمذی: ۲۷۸/۱ ۲۳......صحیح مسلم: ۳۰۴/۲

۲۴......المعجم الاوسط للطبرانی: ۴۰۰/۹ رقم الحدیث: ۸۸۶۱

۲۵......الکہف: ۲۸

۲۶......مشکل الآثار للطحاوی ۱۱۰/۱ رقم الحدیث: ۳۴۸

۲۷......السیرۃ النبویۃ الصحیحۃ: ۲۶۳/۱

۲۸......سنن ابی داؤد ۱۶۰/۲، رقم الحدیث: ۳۶۶۶

۲۹......المستدرک للحاکم: ۳۲۶/۱ رقم الحدیث: ۴۲۷

۳۰......سنن ابی داؤد ۱۲۹/۲ رقم الحدیث: ۳۴۱۵

۳۱......صحیح مسلم: ۱۳۹/۲ ۳۲......المعجم الاوسط: ۹۲/۴ رقم الحدیث: ۳۶۲۹

۳۳......سنن الترمذی: ۵۶/۲ ۳۴......صحیح مسلم: ۲۷/۱

۳۵......ابوداؤد ۲۰۱/۲ رقم الحدیث: ۴۰۱۴ ۳۶......حلیۃ الاولیاء: ۳۵۳/۱

۳۷......السیرۃ النبویۃ الصحیحۃ ۲۶۴/۱ ۳۸......رحجان الکفہ، ص: ۱۴۳

۳۹......مصنف ابن ابی شیبہ: ۵۵۵/۱۳ رقم الحدیث: ۲۷۱۵۴

۴۰......مجموع الفتاویٰ: ۴۱/۱۱ ۴۱......حلیۃ الاولیاء: ۳۴۷/۱......۳۳/۲

۴۲......الاستیعاب ۶۶/۱ ترجمہ: 105 ۴۳......الاصابہ ۱۸۵/۳ ترجمہ: ۶۹۰۸

۴۴......الاصابۃ ۶۴۱/۳ ترجمہ نمبر ۹۱۵۶

۴۵......الجرح والتعدیل ترجمہ نمبر ۹۰۲، ۱۶۰/۳ قسم نمبر ۲

۴۶......المستدرک ۵۵۵/۳

۴۷......رحجان الکفۃ، الاستدراک علی السخاوی ص: ۳۲۲

۴۸......اسد الغابہ ۳۴۹/۱ ۴۹......دلیل الفالحین ۳۱/۳، باب الورع

۵۰......سیر اعلام النبلاء ۵۱۸/۴، ترجمہ ۲۱۲، وطبقات بن سعد ۳۰۵/۱

۵۱......فتح الباری ۵۳۶/۱، رحجان الکفۃ ص: ۱۴۰

۵۲......عیون الاثر فی فنون المغازی والسیر ۶۹/۲۱-۷۱

۵۳......البقرہ: ۲۷۴ ۵۴......صحیح مسلم: ۱۳۹/۲ ۵۵......بخاری ۱۰۰۵/۲